أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

دیدارِ

حضرت (حافظ) موسیٰ (تونسوی)

باجازت حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
سجادہ نشین تونسہ شریف

مرتبہ: خلیفہ رحیم بخش خادم درگاہ سلیمانی

ملنے کا پتہ
نور برادر چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف

در لعلِ لبش دمِ مسیحا دیدم
نقشِ قدمش چو دستِ بیضا دیدم
آں جلوہ کہ دوش دید بر طور کلیم
امروز بشکلِ خواجۂ موسیٰ دیدم

کتاب "دیدارِ حضرت سلیمانؒ" اور "دیدارِ حضرت اللہ بخشؒ" کی تیاری کے بعد حضرات کرام کی توجہ اور احباب کی حوصلہ افزائی نیز جوشِ عقیدت و محبت نے ہمت بڑھائی۔ کہ اس سلسلہ کی ایک فرشتہ صفت ہستی حضرت ثانیؒ کے خلفِ معظم اور خلیفہ و سجادہ نشینِ محترم حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحبؒ کے مختصر حالات قلمبند کروں۔

اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب کریمؐ اپنے اِن مقبول بندوں کے سوانح حیات لکھنے کی میری اِس ناچیز کوشش کو درجۂ قبولیت عطا فرماوے آمین۔

چنانچہ خدا کے فضل و کرم اور شیخین کریمین کی توجہ خاص سے یہ تحفۂ عجیبہ و غریبہ بھی حاضر ہے۔ ؎ گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

ناچیز خادم۔ نیاز نقش:۔ رحیم بخش

۲۷ رجب ۱۳۸۱ھ تونسہ شریف

کرو دل زیبِ رقم کچھ تو بیانِ خواجہ موسیٰ + رہے ہر گھڑی دل میں دھیانِ خواجہ موسیٰ

نبیوں میں کلیم اللہ کو رتبہ ملا جیسے
ولیوں میں ہوا ایسا ہی شانِ خواجہ موسیٰ

آپکا نام نامی محمد موسیٰ تھا۔ بعد میں حضرت محمد موسیٰ کے لقب سے ملقب ہوئے آپ کی ولادت ۱۹ ماہ ربیع الاوّل ۱۳۶۹ھ یعنی حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحبؒ کی وفات کے بعد دوسرے سال ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کے فرزند اوّل تھے اور اُن کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ تاریخ ولادت ہی سے اپنے پیر دستگیر کے آغوشِ عاطفت میں تربیت اور تعلیم پائی۔ جب آپ چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو آپکو درس میں پڑھنے کے لئے بٹھا دیا گیا۔ پہلے پہل قرآن مجید مولوی اللہ بخش صاحب قریشی سے شروع کیا جو مؤلف کتاب ہذا کے جدّ مرحوم ہیں۔ زاں بعد حافظ صدیق صاحب کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے، اور قرآن مبارک اُسی سے یاد کیا۔ فارسی، اور عربی کی کتاب مولوی خدا بخش صاحب جراح سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔

حصولِ نعمتِ روحانی:۔ جب حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ

حج پر تشریف لے گئے۔ تو جانے سے پہلے آپ کو بلایا۔ اور فرمایا کہ لمبا سفر ہے۔ خدا جانے واپس آنا ہو یا نہ ہو۔ اگر زندگی باقی تو ملاقات باقی اس لئے جو کچھ مجھے اللہ اور رسول کیطرف سے اپنے پیر کے ذریعے ملا ہے، وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔

آپ اپنے والد صاحب کی طرح سر برآوردہ اولیا میں سے تھے۔ نہایت ہی کم گو شیریں زبان تھے، اور ماہ رمضان میں کئی ختم قرآن شریف فرماتے۔ اور اس قدر سرعت سے پڑھتے۔ کہ سامعین کو استعجاب ہوتا۔ کلام اللہ محرابوں میں اس طرح سنایا کہ جس کی نظیر سننے میں نہیں آئی۔

تعلیم ظاہری کے بعد مجاہدہ کی جانب توجہ فرمائی۔ چالیس سال شیخ کی خدمت میں ہمہ تن مشغول رہے، مدارج و معارج کی تکمیل فرمائی۔ عالی مرتبت اس سے ظاہر ہے کہ ہلال جمادی الاولیٰ جب آخر بار خواجہ خواجگان حضرت صاحب ثانیؒ کے ملاحظہ میں آیا۔ تو حضور نے علمائے کرام کی جانب جو حاضر مجلس تھے۔ دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ اس مہینہ کا چاند دیکھکر کیا دیکھتے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ پیرے

بیں در آخر میں) حضورؒ نے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد موسےؒ صاحبؒ کے رُوئے روشن کی جانب دیکھکر فرمایا۔ کہ ہم نے اِس پیر کی صُورت دیکھی ہے۔

سرائے کی تعمیر :-

جب حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ حج پر تشریف لے گئے تو آپ نے حوض والی بڑی سرائے تعمیر کرائی جس میں عُرس شریف کے موقعہ پر اور آگے پیچھے بھی مُسافر اور زائرین آ کر ٹھیرتے ہیں، اس کے علاوہ دو چھوٹی سرائیں اُن کی یادگار ہیں۔ جو سرائے مُوسیٰ کے نام سے مشہور ہیں۔

روضہ شریف کے لئے سنگ مرمر لانا:-

حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ نے آپ کو ریاست جودھپور راجپوتانہ کے علاقہ میں حضرت خواجہ سُلیمان صاحبؒ کے روضہ مُبارک کے لئے سنگ مرمر لانے کو بھیجا تھا۔ وہ چھ ماہ تک راجپوتانے میں ٹھیرے رہے، اور گنبد کا پتھر اور بارہ دری کا پتھر وہاں سے بنوا کر لائے۔ موجودہ سنگ مرمر کا گنبد جو کہ

خواجہ محمد سلیمان صاحبؒ کے روضہ پر چڑھا ہوا ہے۔ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحبؒ کا لایا ہوا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے گنبد سبز رنگ کا تھا۔

سفرِ ہندوستان

ہندوستان میں آپ کثرت سے جایا کرتے اور وہاں ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مرید تھے۔ مولوی محمد دین صاحب سیالوی کی روایت ہے، ایک دفعہ جب خواجہ اللہ بخش صاحبؒ سفرِ ہندوستان سے واپس تشریف لائے، (میں حضرت کے ہمرکاب وہم سفر تھا) تو فرمایا لوگو! ہمیشہ باپ کے نام سے بچوں کو پہچانا جاتا ہے۔ ایسے بیٹے بھی ہوں کہ اُن کے نام سے باپ کو پہچانا جائے۔ میں جب ہندوستان میں گیا۔ تو لوگ مجھے تو نہیں پہچانتے تھے۔ بلکہ یہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے موسیٰ جی کے باپ ہیں۔

پیر کی وصیت

:۔ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ نے آپ کو وصیتیں کی تھیں کہ لنگر جاری رکھنا۔ فقیروں کی خدمت کرنا۔ دُنیا کو ہیچ سمجھنا۔ آپ نے لنگر کو پہلے سے بھی بڑھایا۔ غربا اور مُسافر اگر آدھی رات کو بھی آتے۔ تو بھی اُنہیں کھانا مل جاتا۔ آپ نے فقیروں کی

بھی ایسی خدمت کی۔ جو کہ حدِ بیان سے باہر ہے۔ دُنیا کو ذرّے کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ جو آیا۔ راہِ خُدا میں لُٹا یا۔ نہ تو کوئی جائداد بنائی اور نہ ہی روپیہ جمع کیا۔

زہد و تقویٰ

آپ بڑے متقی اور پرہیز گار تھے' یہاں تک کہ زہد و تقویٰ میں حضرات میں کوئی بھی مشکل سے آپ کے برابر ہو گا۔ آگے پیچھے پہننے کے اور کپڑے تھے' جب نماز پڑھنے آتے تو اور کپڑے بدل کر آتے۔ جب نماز سے فارغ ہوتے۔ تو اُن کو اُتار رکھتے۔ پھر نماز کے وقت پہنتے۔

ذوقِ عبادت

عبادت کا آپ کو بڑا شوق تھا۔ سارا دِن عبادت میں لگے رہتے' اور ساری رات عبادت میں گذار دیتے۔ رمضان شریف میں ہمیشہ قرآن مجید تراویح میں سناتے' اور چاہے کتنی ہی کڑاکے کی سردی ہوتی۔ نماز کے لئے غسل کر کے آتے۔ جس سال آپ کا وصال ہوا۔ اُس سال رمضان شریف میں رات کو قرآن مجید کے تیس ۳۰ ختم کئے ہیں یعنی ہر رات

ایک ختم پورا سناتے دس پارے جامع مسجد میں پڑھتے، دس پارے چینی مسجد میں اور دس پارے خانقاہ شریف پر بعض حافظوں کو اگر پیچھے سے کوئی لفظ بتلائے تو انہیں برا محسوس ہوتا ہے اگر آپ کی طبیعت ایسی نہیں تھی جو کوئی بھی پیچھے سے لفظ بتاتا۔ آپ خوش ہوتے۔ ایک دفعہ آپ جامع مسجد میں تراویح میں قرآن مبارک پڑھ رہے تھے، کہ ایک جگہ لفظ غلط پڑھ دیا۔ پیچھے سے ایک ناظر خوان نے بتلایا۔ آپ نے جب سلام پھیرا۔ تو فرمایا کس نے بتلایا تھا۔ اس نے عرض کی حضور میں نے بتلایا تھا۔ تو فرمایا خدا تمہارا بھلا کرے، تمہیں دو وقت کا کھانا اور ششماہی کی پوشاک لنگر سے ملا کرے گی۔

والد کی موجودگی میں تعویذ لکھنا:-

حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب آخری عمر میں کچھ معذور سے ہو گئے تھے۔ جو آدمی آکر تعویذ مانگتا آپ فرماتے موسیٰ اسے تعویذ لکھدو۔ آپ اسی وقت حکم کی تعمیل کرتے

نواب بہاولپور کا مرید ہونا:

آپ کی ان خوبیوں کو دیکھکر

نواب بہاولپور بھی آپ کا مُرید ہو گیا تھا چونکہ نواب کا بیٹا نہیں تھا۔ اِس لئے اُس نے آپ کی دعوت کی۔ اور اندر ڈیوڑھی میں لے گیا۔ وہاں ۲ دو وزنی تھیلیاں روپوں کی نذر کیں۔ اور خود بڑی مشکل سے اُٹھا کر ڈیوڑھی کے باہر تک لایا۔ آپ نے دُعا کی۔ خدا نے اُسے بیٹا دے دیا۔ مگر یہ روپے آپ نے سارے لنگر شریف کے کام لگائے۔

پیر کی مُحبّت:-

آپ کو اپنے پیر حضرت ثانیؒ سے بہت محبت تھی۔ ایک لحظہ بھی اُن کی جُدائی گوارا نہ کرتے، چنانچہ حضرت ثانی رحؒ فرمایا کرتے تھے کہ موسیٰ میرا عاشق ہے، جب حضرت ثانیؒ سفر پہ جایا کرتے۔ تو پیچھے مُصلّے پر اُنہیں بٹھا کر جایا کرتے کبھی کئی مہینے سفر پہ لگ جاتے۔ آپ اپنے پیر کے فراق میں رو دیا کرتے۔ اور واپس تشریف لانے کے لئے اُن کی خدمت میں یہ شعر لکھا کرتے سہ

جہاں حیراں برائے تو — فدائے جاں نگاہِ تو
بیا اے راحتِ جاں ہا — کہ از حد رفت حیرانی

جہاز میں کرامت:-

حضور حضرت ثانیؒ جب حج پر تشریف لے گئے۔ تو حضرت حافظ محمد موسیٰؒ صاحب کو پیچھے مصلّے پر بٹھا گئے۔ سمندر میں جبکہ جہاز چل رہا تھا۔ تو یکایک طوفان آگیا اور جہاز ڈانواں ڈول ہونے لگا۔ طوفان ایسا سخت تھا۔ کہ جہاز کے بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ کپتان نے کہہ دیا۔ کہ جہاز بھی ڈوبتا ہے۔ سب لوگ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دوڑنے لگے۔ اور سب کو جان کے لالے پڑ گئے۔ خواجہ محمود صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں بھی پریشانی میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگا۔ شور وغُل کی وجہ سے کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی اور جہاز میں کہرام مچا ہُوا تھا۔ حضرت ثانیؒ نے فرمایا۔ محمودؒ! یہ کیا شور ہے؟ میں نے عرض کی حضور! جہاز ڈوبتا ہے۔ اِس لئے لوگ چیخ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ لوگوں کو تسلّی دو کہ جہاز نہیں ڈوبتا۔ کیونکہ میں نے جو امانت حافظ محمد موسیٰؒ کو تفویض کرنی ہے۔ وہ میرے پاس ہے اور حافظ محمد موسیٰؒ تونسہ میں بیٹھا ہُوا ہے۔ خُدا کی شان۔ اُسی وقت طوفان تھم گیا۔ اور جہاز کنارے پر صحیح سلامت جا لگا۔

گڈریئے کی نمازِ جنازہ:-

آپ ایک دفعہ سفر میں تھے۔

ایک بستی کے قریب گذرے تو دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے اور لوگ بھی کھڑے ہوئے ہیں بستی کے امام نے بڑھ کر عرض کی۔ کہ یہ جس شخص کا جنازہ رکھا ہوا ہے گذر گیا تھا اس کو ہم نے کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اس لئے میں نے خود بھی اس کا جنازہ نہیں پڑھا اور لوگوں کو بھی روک دیا ہے کہ اس کا جنازہ مت پڑھو آپ نے فرمایا کلمہ پڑھتا تھا انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اس کا جنازہ میں پڑھتا ہوں۔ غرض آپنے بمعہ ہمراہیوں کے اور بستی والوں کے اس کا جنازہ پڑھا۔ اور دعائے بخشش فرمائی پھر جو لوگوں نے اس کا چہرہ دیکھا تو نور برس رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی بخشش نرالی چیز ہے۔

وصال:- ذوالحجہ کے عشرہ میں آپ کو بخار رہا ہوا۔ تقریباً دو سال سے پہلے آپکو سل کا عارضہ تھا۔ تکلیف دن بدن بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ آخری دنوں میں مسجد میں بھی نہ آسکتے تھے۔ وفات سے کچھ پہلے فرمایا۔ کہ حامدؒ کو بلاؤ۔ حامد کہاں ہے؟ حضرت حامد صاحبؒ جب حاضر خدمت ہوئے تو اپنے پاس سے ایک کنجی دی۔ اور فرمایا کہ فلاں جگہ جاؤ جو مقفل

صندوق رکھا ہُوا ہے اس میں دیکھ کر پڑھ آؤ۔ جب وہ واپس آئے تو فرمایا۔ کہ یہ ایسی چیز ہے کہ میں نے درگاہی قوال کو بھی نہیں بتائی تھی حالانکہ میرا وزیر خاص تھا اِس کو حفاظت سے رکھنا۔ اور اُس پر عمل کرنا ساری دُنیا تمہاری مخالف ہو جائے گی لیکن ہمت نہ ہارنا پھر فرمایا ؎ تورے تھیوے دشمن ساری نیں

اونہ تھیوے دشمن۔ جیندی نیں

یَں کہتے وقت روضے شریف کی طرف اشارہ کیا (۲۴ ذوالحجہ) جمعہ کے دِن مرض نے غلبہ کیا۔ اور آپ ملکِ بقا کو سدھارے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مدّتِ خلافت:-

۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ کو جلوہ افروز مسندِ خلافت چشت ہوئے ۲۳ سال عالَم کو فیض پہچانیکے بعد ۵ ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ بروز سنیچر کو وصال فرمایا۔ روضہ شریف کے اندر جنوب مغربی کونے درمیان میں خواجہ خیر محمدؒ صاحبؒ کے پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

ضیاؔ بدایونی نے مندرجہ ذیل فقرات و اشعار سے تاریخ وفات اخذ کی ہے۔

نالۂ ماتم وفات پُر اندوہ ۱۳۲۳۔ حضور یگانہ اولیاء قطب دین ۱۳۲۳۔ زبدۃ العارفین دسر السالکین ۱۳۲۳۔ صدر بزم شریعت ۱۳۲۳۔ رکن صمیم مسند طریقت ۱۳۲۳۔ نور افزائے چشمۂ حقیقت ۱۳۲۳۔ شمس مجلس معرفت ۱۳۲۳۔ ہادیٔ دین شاہ محمد موسیٰ صاحب تونسوی ۱۳۲۳۔

تاریخ وصال

ہادیٔ دیں قطب عالم شاہ موسیٰ تونسویؒ
مست صہبائے حقیقت فانی عزوجل

وا دریغا او بسوئے جنت الفردوس رفت
قلب مشتاقاں ز فرط غم حزین و مُضمحل

بے سر و پا گشتہ از دست اجل ہر یک ضیاؔ
ذکر و شغل و وجد و کیف و شرع دین ایمان و عمل

۱۳۲۳

چند شعر

بلاشک ہو گیا اس کو یقین اُن کی ولایت کا
سُنا رمضان میں جس نے قرآن خواجۂ موسیٰ

درخشاں نور تھا اُن کے رُخِ پُر نور سے ہر دم
مگر افسوس تھا تھوڑا زمانِ خواجۂ موسیٰ

بوقتِ گفتگو اِن کی زباں سے پھول جھڑتے تھے
عجب شیریں تھی واللہ زبانِ خواجۂ موسیٰ

وہ حضرتِ خواجہ اللہ بخش کا زندہ نمونہ تھے
نہ تھا کچھ فرق اے صاحب میانِ خواجۂ موسیٰ

غلامی کا جو دعویٰ ہے بلوچ خستہ خاطر کو
رہیگا عمر بھر یہ مدح خوانِ خواجۂ موسیٰ

در مدح حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب

(از شاعر محو)

مُرقع نور کا ہے کیا سراپا خواجہ موسیٰ
نرالا سب سے البیلا سراپا خواجہ موسیٰ

تماشا من رآنی کا کوئی دیکھے تو آجائے
جمالُ اللہ ہے واللہ سراپا خواجہ موسیٰ

عما دِ بیخودی میں رنگ بے رنگی کا آیا ہے
میری آنکھوں تلے چھایا سراپا خواجہ موسیٰ

نہ دِل پہلو میں ہے، اپنا نہ جانِ ناتواں تن میں
لگا جس روز سے جسکا سراپا خواجہ موسیٰ

تری تقدیس کا قدسیوں میں شور ہے برپا
ملائک ہیں ترے شیدا سراپا خواجہ موسیٰ

تمہاری جام وحدت نے جہاں سر پر اُٹھایا ہے
خدا جانے کہ کیا دیکھا سراپا خواجہ موسیٰ

خبر ہی کچھ نہیں اپنی کہاں ہوں کون ہوں کیا ہوں
تصور میں کھچا نقشہ سراپا خواجہ موسیٰ

کسی کو رب ارنی کا اثر ہووے تو کیا ہووے
ہے نقشہ لن ترانی کا سراپا خواجہ موسیٰ

تعالیٰ شانہٗ اعلیٰ وہ نسبت ہے تری واللہ
جسے دیکھو ہے متوالا سراپا خواجہ موسیٰ

بحمد اللہ والمنتہ کہ غلام ہوں تو کس کا ہوں
ولی ابن الولی واللہ سراپا خواجہ موسیٰ

ہوا محوِ تجلّی جمالِ نورِ اِلّا ہُو
تمہارا بے درم بندہ سراپا خواجہ موسیٰ

السلام و علیکم دوستو
امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے
یہ کتاب پی ڈی ایف کرنے کا یہی مقصد ہے
کہ تمام دوست اسے پڑھ کر فائدہ حاصل کر
سکیں اسے محنت سے پی ڈی ایف کی گئ
لہذا آپ اپنے دوستوں کو شئر کرتے رہیں

جذاک اللہ

خلیفہ مدنی تونسوی
تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان
03321717717